اے عاشقانِ حیدرؑ صفدر بکا کرو
آقا کا اپنے حقِ محبت ادا کرو
رونے میں تم شراکتِ خیرالوریٰ کرو
جی بھر کے آج ماتمِ شیرِ خدا کرو

رخصت ہے روزہ داروں سے ماہِ صیام کی
یہ آخری ہے مجلسِ ماتم امامؑ کی

جب بیسویں کا دن بھی تڑپ کر ہوا تمام
اُم البنینؑ سے چونک کے کہنے لگے امامؑ
دو دن سے آہ سب میرے بچے ہیں بے طعام
فاقے میں اُن پہ گزرے گی کیا آج کی بھی شام

اچھا ہوں اب تو میں یہ عبث بیقرار ہیں
کھانا اِنہیں کھلاؤ کہ سب روزہ دار ہیں

بولے حسینؑ اپنے سے ہاتھوں کو جوڑ کر
سب کھائیں پھر جو آپ تناول کریں اگر
فرمایا رزق اٹھ گیا مجبور ہے پدر
پانی بھی اب گلے سے اترتا نہیں پسر

دعوت نبیؐ کی آج ہے گھر میں الٰہ کے
روزہ کھلے گا ساتھ رسالت پناہؐ کے

غش کر گئے یہ کہکے شہنشاہِ خوش خصال
طاری تھا ضعف حیدرِ کرار پر کمال
آیا میانِ نزع جو فرزندوں کا خیال
آنکھوں کو کھول کر یہ حسنؑ سے کیا مقال

کلثومؑ کو نہ بھولیو زنہار اے حسنؑ
اس دُکھ زدہ بہن سے خبردار اے حسنؑ

یہ دیکھ کر حسینؑ کا منہ یوں کیا کلام
عباسؑ کا کوئی نہیں گر ہم ہوئے تمام
ہاتھ اُس کا اپنے ہاتھ میں بیٹا حسینؑ تھام
یہ ہاتھ آئینگے بخدا کربلا میں کام
جب تو بلا کے دشت میں پانی نہ پائے گا
بچوں کی تیرے پیاس میں یہ کام آئیگا

اُس کے لئے سہے گی نہ تو کونسی جفا
خیمے سے نکلے گی تو بصد غم برہنہ پا
نا محرموں میں اسکے لئے ہوگی بے ردا
اُسکے لئے رسن میں تو بندھوائیگی گلا
ہو کر اسیر جائیگی زندانِ شام میں
اسکے لئے پھریگی تو بلوائے عام میں

زینبؑ پکاری پیٹ کے با حالتِ تباہ
قربان جاؤں مجھ کو نہ سونپا کسی کو آہ
کھاؤنگی ٹھوکریں یہ جہاں کی خدا گواہ
بے وارثی نہ مجھ کو بناؤ پئے اللہ
رو کر کہا علیؑ نے عبث شورشین ہے
تجھ غم زدہ کا کون سوائے حسینؑ ہے

چُپ ہوگئے یہ کہہ کے شہنشاہِ کائنات
سمجھے یہ سب کہ غش میں ہیں شاہِ نکو صفات
جس وقت باقی رہ گئی کچھ کم گھڑی وہ رات
تیغِ اجل نے قطع کیا رشتۂ حیات
تڑکا تھا نور کا کہ سفر کر گئے علیؑ
سب شیعہ بے امام ہوئے مر گئے علیؑ

اے حیدریو رحلتِ حیدرؑ کی یہ شب ہے
بیوارثی آلِ پیمبرؐ کی یہ شب ہے
اے ماتمیو روؤ کہ محشر کی یہ شب ہے
لو واقعۂ فاتحِ خیبر کی یہ شب ہے

لو مومنو تم ہوگئے بے وارث و والی
لو دوستو ہے تم سے وداعِ شہِ عالی
کل صبح کو چلائیں گے حیدرؑ کے موالی
آج احمدِ مختارؐ کی مسند ہوئی خالی

کل مومنوں کے سر سے ید اللہ اٹھے گا
تابوتِ جنابِ اسد اللہ اٹھے گا

ٹکڑے کئے زہراؑ نے گریبان کفن کے
کوئی نہ رہا سر پہ حسینؑ اور حسنؑ کے

مسجد میں ستمگار نے کعبے کو گرایا
بے قدر شبِ قدر کا کچھ دھیان نہ لایا
محراب میں قندیلِ امامت کو بجھایا
سیدانیوں کو عید کے نزدیک رلایا

اب واقعۂ شیرِ خدا کرتا ہوں تحریر
قاتل کو پکڑ لائے جوہیں شبرؑ و شبیرؑ
مشکیں تھیں بندھی کانپتا تھا خوف سے بے پیر
لعنت کیطرح تیغ تھی قاتل کے گلوگیر

دردا شہِ لولاک کے داماد کو مارا
فریاد کہ جبریلؑ کے استاد کو مارا

رحم آگیا ظالم کے لرزنے پہ علیؑ کو
فرمایا میرے آگے سے سرکاؤ شقی کو

جب لے چلے قاتل کو تو بولے شہِ ابرار کہتا تو وہ کیا تھا پہ خجل ہوگیا گمراہ
یہ دشمنیٔ شیرِ خدا اے سگِ مکار اللہ رے کرم بیٹوں سے فرمانے لگے شاہؑ
اس ماہِ مبارک میں کیا ظلم جفاکار مشکیں مرے قاتل کی تم اب کھولدو للہ
کیا تیری امامت کا علیؑ تھا نہ سزاوار یہ بھی تو میری عقدہ کشائی سے ہو آگاہ

کی شرم نہ محبوبِ خدا سے نہ خدا سے کھلوائے یداللہ نے جلاد کے بازو
لے دیکھ یہ روتے ہیں پیمبرؐ کے نواسے ہیہات بندھے رسی میں سجادؑ کے بازو

تھا ساتھ لعیں مسجدِ کوفہ سے سراسر عباسؑ سے حیدرؑ نے کہا چپکے سے جاؤ
گھر لے چلے سبطینِ نبیؐ شہؑ کو اٹھا کر ہاں فاطمہؑ کی بیٹی کو ڈیوڑھی سے ہٹاؤ
تھے گرد تو اس لاش کے سب شیعہء حیدرؑ سمجھاؤ کہ بس عرشِ خدا کو نہ ہلاؤ
فرزند یتیم آگے تھے سر ننگے برابر رہگیروں کو آواز نہ رونے کی سناؤ

زینبؑ پہ یتیمی کی مصیبت جو پڑی تھی اک وقت یہ تھا ایک وہ آفت کی گھڑی تھی
چلاتی تھی سر پیٹتی تھی در پہ کھڑی تھی رن میں یہی زینبؑ تھی کہ سر ننگے کھڑی تھی

القصہ شبِ بست و یکم جب ہوئی پیدا
سب اہل وعیال اپنے علیؑ نے کئے یکجا
پھر دستِ حسنؑ میں دیا ہاتھ اور کہا بیٹا
ان کو تمھیں سونپا تمھیں اللہ کو سونپا

گو حادثہ ہے خواہشِ تقدیر سے ہونا
پر تم نہیں غافل میرے شبیرؑ سے ہونا

یہ کہتے ہی بیچین ہوئے حیدرِ کرارؑ
شبیرؑ کی غربت پہ جگر ہوگیا افگار
اک سمت سے اتنے میں سنا نوحہ کئی بار
لیٹے تھے یہ اٹھ بیٹھے یہ کرتے ہوئے گفتار

کس درد رسیدہ کی یہ فریاد و بکا ہے
یہ تو میرے عباسؑ کے رونے کی صدا ہے

سب بولے وہی روتا ہے یہ کہکے بصد یاس
بابا بھی مجھے بھولے تو اب کسکی رکھوں آس
سونپا نہ حسنؑ کو مجھے کم رتبہ تھا عباسؑ
اب آج سے بیٹھوں گا نہ میں بھائیوں کے پاس

ہم صورت و ہم شانِ شہِ قلعہ شکن تھا
کیا میں نہ سزاوارِ غلامیء حسنؑ تھا

روکر کہا مولا نے عبث اسکو ہے وسواس
کیوں کیوں میرا عباسؑ نہیں آتا میرے پاس
یہ سن کے پھرے سر کو جھکائے ہوئے عباسؑ
اور باندھ کے ہاتھوں کو یہ کی عرض بصد یاس

وہ درد ہے مجھکو کہ افاقہ نہیں بابا
ان سب کا ہے آقا میرا آقا نہیں بابا

فرمایا علیؑ نے کہ رو اے میرے دلدار	پھر رو کے کہا راضیِء تقدیر کو لاؤ
کیوں روتے ہو جیتا ہے ابھی حیدرِ کرارؑ	مظلوم کو لاؤ شہِ دلگیر کو لاؤ
بے وارث و والی تمہیں چھوڑونگا نہ زنہار	شمع لحدِ صاحبِ تطہیر کو لاؤ
لو دولتِ کونین تمہیں دیتا ہے غفار	شبیرؑ کو لاؤ میرے شبیرؑ کو لاؤ

اللہ سلامت رکھے مولا کو تمہارے	لاؤ اسے آفت کا فلک جس پہ گرے گا
روٹھو نہ بلاتا ہوں میں آقا کو تمہارے	سر جس کا اسی کوفے میں نیزے پہ پھریگا

شبیرؑ جو آئے تو کہا ہاتھوں کو پھیلاؤ	یہ کہتے ہی عباسؑ سے غش کر گئے حیدرؑ
بیٹا میرے عباسؑ کو تم سینے سے لپٹاؤ	اور جانبِ اللہ و پیمبرؐ گئے حیدرؑ
عباسؑ سے فرمایا کہ تم قدموں پہ جھک جاؤ	دیدار کے پیاسے لبِ کوثر گئے حیدرؑ
پا بوسیء سردار کے آداب بجالاؤ	حیدرؑ کے پسر رونے لگے مرگئے حیدرؑ

شبیرؑ میرا فخر ہے زہراؑ کا شرف ہے	غل پڑگیا شاہنشہِ ذی جاہ سدھارے
تو میرا خلف ہے یہ پیمبرؐ کا خلف ہے	جنت کو جہاں سے اسد اللہ سدھارے

زخمی ہوئے جو حیدرؑ صفدر نماز میں
شمشیرِ ظلم چل گئی سر پر نماز میں
گلگوں ہوئی جبینِ منور نماز میں
سر تا قدم لہو سے ہوئے تر نماز میں
صدمہ ہوا یہ سن کے صغیر و کبیر کو
زخمی کیا ہے مومنوں کے دستگیر کو

اکیسویں شب آئی کہ موت آئی ہے ستم
دردا ہوا علیؑ کو سوا کرب دمبدم
تکیہ سے اٹھ سکا نہ سر ایسا بڑھا ورم
فرمایا آج شب سے چراغِ سحر ہیں ہم
شہزادیوں نے ماتمِ شاہِ عرب کیا
حضرت نے سب کو بہرِ وصیت طلب کیا

لیتے تھے کروٹیں جو علیؑ کہہ کے آہ آہ
سب چپ کھڑے تھے رنج سے تھیں حالتیں تباہ
رومالِ زخم سر پہ ہلاتا تھا کوئی ماہ
لپٹا کے سینے سے سرِ زینبؑ کو روئے شاہؑ
تھا حال غیر امامِ فلک احتشام کا
چوما گلا حسین علیہ السلام کا

ام البنینؑ دوڑیں یہ عباسؑ سے کہا
بیٹا چلو سبھوں کو بلاتے ہیں مرتضٰیؑ
یوں آئیں لیکے ساتھ قیامت ہوئی بپا
اپنا بھی سر برہنہ پسر بھی برہنہ پا
منہ پر ملی تھی خاک یتیمانہ جامہ تھا
بر میں قبا سیاہ تھی کالا عمامہ تھا

فرما چکے جو سب کو وصیت امامِ دیں
عباسؑ کو گلے سے لگایا دعائیں دیں
بولے سوا ہیں عمر میں شبیرؑ شک نہیں
انکا رہے خیال مگر میرے مہ جبیں
ان میں نہ ہو قصور وفا کے جو کام ہیں
ہشیار تم حسینؑ سے اب ہم تمام ہیں

عباسؑ سے یہ کہتے ہی چپ ہوگئے علیؑ
تکبیر غش میں حیدرِ کرارؑ نے کہی
زینبؑ ہوئیں یتیم قضا مرتضیٰ نے کی
وا حسرتا کہ جان بدن سے نکل گئی
دونوں جہاں کے مالک و مختار مرگئے
آئی ندا کہ حیدرؑ کرار مرگئے

در پر یہ تھا ہجوم کہ تھی بند ساری راہ
گھر میں وہ حشر تھا کہ ٹھہرتی نہ تھی نگاہ
عباسؑ کو لئے ہوئے ام البنینؑ آہ
فرمارہی تھیں پہنے ہوئے پیرہن سیاہ
میں ڈھونڈتی ہوں فاطمہؑ کے نورِ عین کو
لوگو کدھر ہیں جلد بتاؤ حسینؑ کو

بیٹھے تھے خاک پر سرِ بالینِ مرتضیٰؑ
بیٹے کا ہاتھ ہاتھ میں شبیرؑ کے دیا
یہ کہہ کے پاؤں پر جو پسر کو گرادیا
بولے حسینؑ آپنے حضرت یہ کیا کیا
مادر ہیں آپ اور یہ باعث ہے چین کا
عباسؑ تو ہے قوتِ بازو حسینؑ کا

اے روزہ دارو آہ و بکا کے یہ روز ہیں
سادات پر نزولِ بلا کے یہ روز ہیں
سرتاجِ اوصیا کی عزا کے یہ روز ہیں
تم سے وداعِ شیرِ خدا کے یہ روز ہیں

زخمی ہوا امام تمہارا نماز میں
ظالم نے روزہ دار کو مارا نماز میں

سر پیٹو مومنو سرِ حیدرؑ ہوا دو نیم
ایماں کے برج کا مہِ انور ہوا دو نیم
سونچو تو فرق شاہ کا کیونکر ہوا دوا نیم
لکھا ہے مغز تک سرِ اطہر ہوا دو نیم

زہراؑ نے بال کھولے نبیؐ ننگے سر ہوئے
تم بے امامؑ اور حسنؑ بے پدر ہوئے

کس وقت میں بہایا ہے کرار کا لہو
ہے ہے مدینہ دور کمیں گاہ میں عدو
گُل چار پانچ سال کے سجاؤ نیک خو
دادا کے دل میں پوتے کے مکتب کی آرزو

کم سن کئی یتیم شہِ داد رس کے ہیں
عباسؑ نامدار ابھی نو برس کے ہیں

لکھا ہے جب دو نیم ہوا فرقِ مرتضیٰ
سدرے سے جبرائیلؑ کے رونے کا غل اٹھا
چھینی سروں سے زینبؑ و کلثومؑ نے ردا
چلا کے بھائیوں کو پکاریں غضب ہوا

سنتے ہو جبرائیلؑ نے اُسوقت کیا کہا
وہ بولے پیٹ کر قتل المرتضیٰ کہا

دوڑے یہ کہکے جانبِ مسجد وہ نیک ذات
ڈوبی ہوئی لہو میں ملی کشتیء نجات
ماتھے پہ خون باپ کا مل کر کہی یہ بات
ہے ہے اٹھایا قبلہ و کعبہ پہ کس نے ہاتھ
رلوایا نانا جان کو دارالسلام میں
بن باپ کا کیا ہمیں ماہِ صیام میں

ناگاہ نمازیوں کا گروہ آیا ننگے سر
حیدرؑ نے مجتبیٰ سے کہا آنکھ کھول کر
پڑھواؤ تم نماز جماعت کی اے پسر
ہم بیٹھے بیٹھے پڑھتے ہیں اپنے مقام پر
لیکن جبیں کے زخم پہ رومال باندھ دو
میرا سرِ شگافتہ اے لال باندھ دو

پڑھوا کے پھر نماز جماعت کی مجتبیٰؑ
بابا کے سر پہ پڑھنے لگے آیہء شفا
ناگاہ آکے یہ کسی عورت نے دی ندا
زہراؑ کے پیارو تم سے یہ زینبؑ نے ہے کہا
بابا کو میرے جلد جو گھر میں نہ لاؤ گے
تو سر برھنہ مجھ کو بھی مسجد میں پاؤ گے

بولے علیؑ حواس ابھی سے بجا نہیں
زینبؑ سے کہدو کوفہ ہے یہ کربلا نہیں
میں بے دیار بیکس و بے آشنا نہیں
شیعہ ہیں گرد نرغہء اہلِ جفا نہیں
پردے سے ننگے سر تو ابھی کیوں نکلتی ہے
کیا حلق پر حسینؑ کے تلوار چلتی ہے

اے دوستو حیدرؑ کی شہادت کا بیاں ہے
ماتم کی ہے یہ فصل کہ ماہِ رمضاں ہے
کہرام کہیں ہے کہیں محشر کا سماں ہے
ہلتے ہیں فلک عرش پہ بھی شورِ فغاں ہے

سر پیٹو کہ مسجد میں گرا تاجِ امامت
تربت سے نکل آئی ہیں خاتونِ قیامت
وہ صبح شبِ قدر وہ ہنگامِ عبادت
روزے پہ وہ روزہ وہ سرِ پاک پہ ضربت

جبریلؑ بھی بیتاب ہیں استاد کے غم میں
احمدؐ بھی بکا کرتے ہیں داماد کے غم میں

جلاد نے کس وقت ستایا ہے علیؑ کو
محرابِ عبادت میں غش آیا ہے علیؑ کو

مسجد میں قیامت ہوئی شیعوں کی بکا سے
روتے ہوئے جب آئے محمدؐ کے نواسے
لپٹے کبھی شیعوں سے کبھی شیرِ خدا سے
باندھا کبھی رومال سرِ شاہِ ہدیٰ سے

یہ سن کے جو چونکے تو کہا ہم کو اٹھاؤ
بیٹوں نے اٹھایا تو کہا بھیڑ ہٹاؤ
شبرؑ میرے شیعوں کو نماز آج پڑھاؤ
شبیرؑ ہم اچھے ہیں تم آنسو نہ بہاؤ

چلّائے یہ کیا رنگ ہو جاتا ہے بابا
تھمتا ہے نہ خون اور نہ ہوش آتا ہے بابا

کیا فائدہ اشکوں سے جو منہ دھوؤ گے بیٹا
بھر جائیگا کیا زخم جو تم روؤ گے بیٹا

افسوس کہ حیدرؑ نہ ہوئے دشتِ بلا میں
جب حضرتِ شبیرؑ تھے فریاد و بکا میں
بھائی کے الم میں کبھی بیٹے کی عزا میں
گہ پیٹتے آئے حرمِ شیرِ خدا میں
کوئی نہ یہ کہتا تھا کہ جاں کھوتے ہو شبیرؑ
کیا دل پہ گزرتی ہے جو یوں روتے ہو شبیرؑ

القصہ کہ سادات جو گھبرائے حرم میں
اغلب تھا کہ زینبؑ کو غش آجائے حرم میں
فرزندِ حزیں لاشِ پدر لائے جو حرم میں
کس شان سے ضرغامِ خدا آئے حرم میں
سبطینِ نبیؐ آپ کا سر تھامے ہوئے تھے
عباسِؑ علمدار کمر تھامے ہوئے تھے

لاکر شہِ مرداں کو جو حجرے میں لٹایا
اِس درجہ بڑھا ضعف کہ آخر کو غش آیا
سر پیٹ کے تب زینبؑ مضطر نے سنایا
کیا آپ پہ گزری نہ یہ بیٹی کو بتایا
نسیم امروہوی
گھر آنے نہ پائے تھے کہ غش کر گئے بابا
اِس آپ کے صدمے سے تو ہم مر گئے بابا

پھر لائے جو قاتل کو شہِ دیں کے ہواخواہ
اُس وقت ذرا ہوش میں تھے سیدِ ذیجاہ
رونے لگا وہ شُوم تو حضرت نے بھی کی آہ
فرمایا کہ ہاتھ اس کے ابھی کھولدو للہ
کھلوائیں علیؑ دستِ نجس اہلِ ستم کے
کیا قہر ہے رسی میں بندھے ہاتھ حرم کے

اے دوستو حیدرؑ کی شہادت کا بیاں ہے
ماتم کی ہے یہ فصل کہ ماہِ رمضاں ہے
کہرام کہیں ہے کہیں محشر کا سماں ہے
ہلتے ہیں فلک عرش پہ بھی شورِ فغاں ہے
آخر شہِ مرداں کی شہادت کی شب آئی
سادات پہ آفت کی مصیبت کی شب آئی
اکیسویں تاریخ وہ رحلت کی شب آئی
خاتونِ قیامت پہ قیامت کی شب آئی

جبریلؑ بھی بیتاب ہیں استاد کے غم میں
احمدؐ بھی بکا کرتے ہیں داماد کے غم میں
رخصت کیا ایک ایک کو ضرغامِ خدا نے
نائب کیا شبرؑ کو شہِؑ عقدہ کشا نے

فرمایا کہ نانا کی امانت سے خبردار
اسلام سے قرآں سے شریعت سے خبردار
گُل احمدؐ مختار کی دولت سے خبردار
مخدومہء کونین کی عترت سے خبردار
اے لال یہ اجڑی ہوئی سرکار سنبھالو
لو اے میرے جانی میرے معصوموں کو پالو
بیٹا میری زینبؑ کو کلیجے سے لگالو
لو سب یہ بزرگوں کے تبرک ہیں اٹھالو

زینبؑ کسی صدمے سے کبھی رونے نہ پائے
پیارے میرے شبیرؑ کو غم ہونے نہ پائے
جو کچھ تھا میرے پاس وہ تم کو ہی دیا ہے
بس ایک علم احمدِ مختارؐ رہا ہے

شبرؑ نے کہا وہ بھی عطا کیجئے بابا
فرمایا کہ یہ آپکا حصہ نہیں بیٹا
مالک ہیں حسینؑ اسکے وہ دینگے تو ملیگا
عباسؑ کو بلواؤ یہ منصب ہے اُسی کا

پھر حضرتِ شبیرؑ کو پاس اپنے بلایا
عباسؑ بھی آئے علمِ سبز بھی آیا
پہلے تو انہیں بھائی کے قدموں پہ جھکایا
پھر فاطمہؑ کے لال کو روکر یہ سنایا

میں سامنے اپنے اُسے عہدہ یہ دلادوں
شبیرؑ کے لشکر کا علمدارؑ بنادوں

پیارے کو میرے جعفرِ طیار بنادو
شبیرؑ کے لشکر کا علمدار بنادو

یہ سُن کے نشاں شاہِ شہیداں نے اٹھایا
عباسِؑ وفادار کو روکر یہ سنایا
لو بھائی تمھیں ہم نے علمدارؑ بنایا
لے کر وہ علم جب سرِ تسلیم جھکایا

چلاتی ہیں زینبؑ کہ نہ غم دیجئے بابا
پھر آیئے تھوڑی سی دوا پیجئے بابا
ماہِ رَمَضاں میں نہ سفر کیجئے بابا
عید آئی دو گانہ تو پڑہا دیجئے بابا

نسیم امروہوی

کاندھے پہ نشاں دیکھ کے غش کر گئے حیدرؑ
ہے ہے میرے پیارے کہا اور مر گئے حیدرؑ

کیا داغِ الم کوفیوں کے دل پہ دھرو گے
صدقے گئی عید اب کے مدینے میں کروگے

ایماں کی جان کیا ہے محبت علیؑ کی ہے
راحت جو قبر کی ہے وہ الفت علیؑ کی ہے
سائل بکف ہیں سب وہ سخاوت علیؑ کی ہے
قاتل کو دی اماں وہ مروت علیؑ کی ہے

انیسویں سے آپکا ماتم ہے یاعلیؑ
خوں ہوگئے دلوں کا یہ عالم ہے یاعلیؑ
دفتر جہاں کا درہم و برہم ہے یاعلیؑ
ماہِ صیام ماہِ محرم ہے یاعلیؑ

عادل ہو پیشوا ہو مدارالمہام ہو
گر ہو نبیؐ کے بعد تو ایسا امام ہو

مولا کی نذر کو گوہرِ اشک لائے ہیں
یہ روزہ دار آپکے پرسے کو آئے ہیں

مولا شگافتہ ہوا سجدے میں سر تیرا
سید تباہ ہوگیا کوفے میں گھر تیرا
سرور الم دلوں کو ہے شام و سحر تیرا
آقا انہیں دنوں میں ہوا تھا سفر تیرا

گھر میں خدا کے قتل ہوا روضہ دار ہائے
ہئے ہئے امام ہائے شہِ ذوالفقار ہائے
اے خانہ زادِ حق شہِ طاعت گزار ہائے
مولد حرم میں ہے تو نجف میں مزار ہائے

عالم سے بے خبر تھے خضوع و خشو میں
تلوار جب لگی تھی جھکے تھے رکوع میں

یہ بندگی نثار جنابِ امیرؑ کے
نکلے تو گھر سے مر کے خدائے قدیر کے

لایا تھا زہر میں وہ جفا جو بجھا کے تیغ
مولا گرے زمیں پہ سجدے میں کھا کے تیغ
کھائی خدا کے شیر نے گھر میں خدا کے تیغ
غل پڑ گیا کہ سر پہ لگی مرتضےٰ کے تیغ
گہرا ہے زخم فرقِ امامِ حجاز پر
سر سے ٹپک رہا ہے لہو جانماز پر

شیرِ خدا جو ہاتھوں سے تھامے تھے اپنا سر
خوں دونوں کہنیوں سے ٹپکتا تھا خاک پر
بھاگا جو ابنِ ملجمِ ملعون و بد سیر
پکڑا اُسے علیؑ کے محبوں نے دوڑ کر
لائے جو ہاتھ باندھ کے مولا کے سامنے
قاتل پہ مسکرا کے نظر کی امامؑ نے

فرمایا میں نے کونسی کی تھی تیری خطا
پاداش نیکیوں کی یہی ہے جہاں میں کیا
کیا میں برا امامؑ تھا اے بانیء جفا
رویا جو سر جھکا کے تو مولا نے یہ کہا
اِس درد میں بھی سب کے مرض کی دوا ہیں ہم
باندھو نہ اِسکے ہاتھ کہ مشکلکشا ہیں ہم

جب داخلِ بہشت رسولِؐ خدا ہوئے
یعنی جہاں سے راہیئے ملکِ بقا ہوئے
محزون و دل ملول شہِ لافتیٰؑ ہوئے
سبطینؑ غم میں نانا کے صرفِ بکا ہوئے
صدمہ ہر ایک کو تھا جنابِ رسولؐ کا
پر حال غیر سب سے سوا تھا بتولؑ کا

گاہے علیؑ سے کہتی تھی رو کر وہ دردناک
والی نبیؐ کو تم نے سلایا بزیرِ خاک
کیونکر چھپایا قبر میں تم نے وہ روئے پاک
ہے ہے پدر ہلاک ہو بیٹی نہ ہو ہلاک
اتنا تو کہتے پائنتی کس کو سلاؤ گے
پوچھا تو ہوتا فاطمہؑ کو کب بلاؤ گے

اک روز جبریلؑ نے زہراؑ سے یہ کہا
نزدیک ہے وصال جدائی کا غم نہ کھا
مژدہ قضا کا سنتے ہی سجدہ کیا ادا
بولیں ہزار شکر ملا دل کا مدعا
سُرخی سی مردنی کے عوض رخ پہ چھا گئی
جنت میں جانے کیلئے طاقت بھی آ گئی

دولت سرا میں آئیں جو پھر اشرف النسأؑ
پھیلائے کرتے بچوں کے دھو کر جدا جدا
تیار کی حسینؑ و حسنؑ کیلئے غذا
کھلوا کے بقچہ اپنا کفن سامنے رکھا
کافور خلد کا جو دیا تھا رسولؐ نے
وہ رکھ لیا کفن میں جنابِ بتولؑ نے

روکر کبھی حسنؑ کو گلے سے لگالیا
آغوش میں حسینؑ کو گاہے بٹھالیا
رخصت کیا کسی کو کسی کو بلالیا
پڑھنے کے واسطے کبھی قرآں اٹھالیا
روکر کہا قریب جدائی کی رات ہے
لو الوداع کہ آج ہماری وفات ہے

ہے آرزو کہ قبر میں مجھکو حسنؑ لٹائے
شبیرؑ میرے مردے کا منہ قبلے کو پھرائے
پھر خود کہا نہیں نہیں بچہ ہے ڈر نہ جائے
ناگاہ کھیلتے ہوئے دونو یتیم آئے
چھاتی لگا کے بولی کہ لو ہم تو مرتے ہیں
تم سے سلوک دیکھئے کیا لوگ کرتے ہیں

بیٹوں کا ہاتھ ہاتھ میں زینبؑ کے پھر دیا
زینبؑ پکاری خیر ہے اماں یہ کیا کِیا
یہ شیرِ حق کے شیر ہیں دُکھیا شکستہ پا
عادل کی بیٹی ہو تمہیں انصاف ہے روا
لازم تھا سونپنا مجھے ایک ایک بھائی کو
بیٹے سپرد کرتی ہو تم اپنی جائی کو

لیکر بلائیں بیٹی کی زہرؑا نے یہ کہا
روتی تو ہوں زیادہ نہ زینبؑ مجھے رُلا
کچھ بھائیوں کے سونپنے کا سمجھی مدعا
تو انکی رونے والی ہے زہرؑا تیرے فدا
کیا بس میرا جو مرضیء پروردگار ہے
زینبؑ تمام کنبے کی تو سوگوار ہے

القصہ جب جہاں سے اُٹھے شاہِ دو جہاں
ہر دم تڑپ کے فاطمہؑ کرتی تھیں یہ بیاں
بیٹی پہ گھر کو چھوڑ کے بابا گئے کہاں
تنگ آئے سارے اہلِ محلّہ یہ کی فغاں
غم میں نبیؐ کے صاحبِ آزار ہوگئیں
آخر جنابِ فاطمہؑ بیمار ہوگئیں

راوی بیان کرتا ہے یاں سے بصد بکا
بس رفتہ رفتہ سیدہ کا عارضہ بڑھا
پھر صاحبِ فراش ہوئی وامصیبتا
طاقت رہی نہ جسمِ مبارک میں مطلقہ
ایسا بڑھا مرض کہ اجل سر پہ آگئی
اک روز مردنی رخِ زہراؑ پہ چھاگئی

زینبؑ سرہانے بیٹھ کے کرنے لگی بکا
ہے ہے میں کیا کروں میری اماں کو کیا ہوا
جھک جھک کے اضطراب سے دیتی تھیں یہ صدا
لی مجھ سے نزع میں بھی نہ خدمت یہ کیا کیا
کیا جانے روح جسم سے کیوں کر نکل گئی
اماں تمہارے چہرے کی رنگت بدل گئی

اٹھیے سبھوں کو پاس بلاکر بٹھایئے
کیا نوش کیجئے گا میں لاؤں بتایئے
بھائی گئے ہیں دیر سے اُن کو بلایئے
رونے کو قبرِ احمدؐ مرسل پہ جایئے
ایسی بھی نیند ہوتی ہے بیدار ہویئے
گھر ہے اداس بیٹھیے ہشیار ہویئے

شہزادے آئے اتنے میں باہر سے دردناک   تا دیر آکے شیرِ خدا نے بکا کیا
دل ہوگیا حسینؑ کا صدمے سے چاک چاک   اسما کو غسل دینے کی خاطر بلالیا
دوڑے حسنؑ ملے ہوئے اپنی جبیں پہ خاک   کفنائی لاش رنج سے خونِ جگر پیا
بولے علیؑ سے ہوگئے ہم جیتے جی ہلاک   تابوت لاکے صحن میں حیدرؑ نے رکھدیا
جو قہر ہوگیا وہ کہیں کس زبان سے   روکر پکارے لالہ عزارو گلے ملو
بابا چلو کہ اٹھ گئیں اماں جہان سے   لوآؤ ماں سے اے میرے پیارو گلے ملو

مل لو کہ پھر بتولؑ کہاں اور تم کہاں   لرزے میں تھا زمیں کا بدن حشر تھا بپا
لپٹے گلے سے لاش کے دونو وہ خستہ جاں   ناگاہ ایک سمت سے آنے لگی صدا
تھرائی لاش فاطمۂ زہرا کی ناگہاں   بیٹوں کو ماں سے جلد کرو یا علیؑ جدا
کھل کھل کے بند ہاتھ کفن سے ہوئے عیاں   مرقد میں بیقرار ہیں محبوبِ کبریا
ماں سے اخیر ملنے میں دونو جو ساتھ تھے   گرتا ہے پھٹ کے چرخِ بریں کوسنبھال لو
گل سے گلوں میں فاطمہ زہراؑ کے ہاتھ تھے   ان کے گلوں سے مردے کی باہیں نکال لو

بابا کو روتے روتے جو زہرا گزر گئی
غل پڑگیا کہ بنتِ نبیؐ کوچ کرگئی
فاقوں کے رنج سہہ کے حضورِ پدر گئی
محبوبِ کبریا کی عزادار مرگئی

اٹھارویں برس نے یہ آفت دکھائی ہے
آلِ نبیؐ کو چرخ نے لوٹا دہائی ہے

سبطین گھر میں آئے جو بیتاب و بیقرار
اسما سے پوچھنے لگے اماں کا حالِ زار
وہ بولی نیند آگئی ہے شکرِ کردگار
کھانا تو جلد کھالو کہ بھوکے ہو میں نثار

بولے کہ چین دیگا زمانہ تو کھائیں گے
اماں ہمیں کھلائیں گی کھانا تو کھائیں گے

یہ سن کے بیقرار ہوئی وہ جگر فگار
چادر زمیں پہ پھینک کہ چلائی بار بار
بچے ہیں ان کو صبر دے اے میرے کردگار
اب وہ کھلانے والی کہاں تم پہ میں نثار

پیارو تمہاری پالنے والی گزرگئی
کھاؤگے کس کے ہاتھ سے اماں تو مرگئی

پھر تو علیؑ کے گھر میں قیامت بپا ہوئی
تازہ بلا میں آلِ نبیؐ مبتلا ہوئی
ماتم پہ ماتم اور عزا پر عزا ہوئی
غل تھا رسولِؐ پاک پہ زہرؑا فدا ہوئی

سب رو رہے تھے بنتِ رسولِؐ قدیر کو
بچوں کو ہوش تھا نہ جنابِ امیرؑ کو

شیرِ خدا تھے مضطر و مغموم ایک طرف — لکھا تھا یہ کہ آخری مجرا قبول ہو
سر پیٹتی تھیں زینبؑ و کلثوم ایک طرف — یا شاہ تم وصیِ جنابِ رسولؐ ہو
پکڑے تھے دل کو سیدِ مسموم ایک طرف — صدقہ حضور کا میرا مقصد حصول ہو
بسمل تھے خاک پر شہِ مظلوم ایک طرف — منہ سے نہ کہہ سکی کہ حزین و ملول ہو

حیدرؑ قریب آئے تو اک خط نظر پڑا — میری وصیتیں نہ فراموش کیجیو
تڑپے کچھ اسطرح سے عمامہ گر پڑا — اول یہ ہے کہ آپ مجھے غسل دیجیو

دوئم یہ ہے کہ شب کو جنازہ اٹھائیو — گر میرے بعد بیاہ کریں شاہِ حق شناس
مردے کا سایہ بھی نہ کسی کو دکھائیو — بچے ملول ہوں نہ میری بیٹیاں اداس
یاں تک کہ قبر بھی نہ کسی کو بتائیو — کھانے کا یہ طریق ہو اے شاہِ نیک اساس
کتنی جگہ نشان لحد کا بنائیو — اک روز اُسکے پاس تو اک روز اِن کے پاس

سوئم یہ ہے پاس یتیموں کا کیجیو — آقا میرے حسینؑ کی شادی رچائیو
شفقت سے بولیو کبھی گھڑکی نہ دیجیو — دولھا بنا کے میری لحد پر بھی لائیو

بابا کو روتے روتے جو زہراؑ گزر گئی
غل پڑگیا کہ بنتِ نبیؐ کوچ کر گئی
فاقوں کے رنج سہہ کے حضورِ پدر گئی
محبوبِ کبریا کی عزادار مرگئی

حسبِ وصیت آپ نے غسل و کفن دیا
ناگاہ بارگاہ میں یہ شور و غل ہوا
رخصت کرو کہ جاتی ہیں احمدؐ کی دلربا
سبطین نے لپٹ کے کہا وا مصیبتا

اٹھارویں برس نے یہ آفت دکھائی ہے
آلِ نبیؐ کو چرخ نے لوٹا دہائی ہے

کس بات پر غریبوں سے منہ موڑ کر چلیں
کیوں اماں جان کس پہ ہمیں چھوڑ کر چلیں

نانا کا ذکر روکے پھر اک بار کرتی جاؤ
ماتم رسولؐ کا با دلِ زار کرتی جاؤ
پھر تازہ یادِ سیدِ ابرارؐ کرتی جاؤ
چھاتی سے پھر لگا کے ہمیں پیار کرتی جاؤ

بچوں سے یوں لپٹ گئی احمدؐ کی دلربا
جیسے بہن سے لاشہء مظلومِ کربلا
ناگاہ ندا یہ آئی کہ اے شاہِ لافتیٰ
حشر آئیگا چھڑاؤ انہیں بہرِ کبریا

یہ سنتے ہی دکھادیئے رتبے رسولؐ کے
نکلے کفن سے ہاتھ جنابِ بتولؑ کے

بچوں سے اپنے بنتِ پیمبرؐ جدا ہوئی
پر زینبؑ اپنے بھائی سے کیونکر جدا ہوئی

اس حرف سے سمجھ لیں یہ خود عاشقانِ شاہ
دُرہ تھا دستِ شمرِ ستمگر میں آہ آہ
اب فاطمہؑ کو روئیں پیمبرؐ کے خیر خواہ
روتے ہیں یوں حسینؑ کہ اللہ کی پناہ
کوئی نہیں شریکِ وصیِ رسولؐ کا
تنہا چلے ہیں لیکے جنازہ بتولؑ کا

میت کے ساتھ لونڈیاں بھی ننگے سر چلیں
ننھی سی دونوں بیٹیاں بھی نوحہ گر چلیں
کہتی ہوئی یہ زینبؑ خستہ جگر چلیں
ہے ہے اندھیری رات میں اماں کدھر چلیں
راتوں تڑپ تڑپ کے میں آنسو بہاؤنگی
اتنا تو کہتی جاؤ کہ جلدی پھر آؤنگی

تحریر کا یہ پاس کیا بوترابؑ نے
زہراؑ کو شب میں دفن کیا دل کباب نے
غیروں سے قبر کو بھی چھپایا جناب نے
پر کیا عوض لیا فلک بے حجاب نے
یوں زینبؑ حزیں سے جہاں کی نظر پھرے
مادر تو شب کو دفن ہو یہ ننگے سر پھرے

دنیا سے آج رحلتِ بنتِ رسولؐ ہے
دستِ اجل میں عصمتِ کبریٰ کا پھول ہے
قبرِ نبیؐ لرزتی ہے یثرب ملول ہے
حسنینؑ و مرتضیٰؑ سے وداعِ بتولؑ ہے
پٹی سے لگ کے زینبؑ وکلثومؑ روتی ہیں
اِس کمسنی میں بچیاں بن ماں کی ہوتی ہیں

زینبؑ کا حال یہ ہے کہ آنسو تو ہیں رواں
کلثومؑ کو بھی دیتی ہیں پیہم تسلیاں
فرما رہی ہیں چھوٹی بہن سے کہ میری جاں
رہتی نہیں جہاں میں ہمیشہ کسی کی ماں

زینبؑ کی بھولی باتوں پہ مضطر تھے مرتضٰیؑ
اسماء نے بچیوں کو گلے سے لگالیا
چپکے کھڑے تھے لاش کی بالیں پہ مجتبیٰ
اور سر رکھا تھا قدموں پہ ماں کے حسینؑ کا

بے بس تھیں ہم کو چھوڑ کے اماں چلی گئیں
اللہ نے بلالیا اماں چلی گئیں

سب رو رہے تھے دیکھ کے میت بتولؑ کی
دنیا سے اٹھ رہی تھی نشانی رسولؐ کی

میت کے پاس بیٹھ کے بولے یہ مرتضٰیؑ
بچو سنبھالو دل کو کہ یہ صبر کی ہے جا
اب اہتمام کرنا ہے میت کے غسل کا
اسماء کے ساتھ صحن میں جاؤ پدر فدا

بچے ہٹے تو حجرے کا در بند ہوگیا
میت کو غسل دینے لگے شاہِ لافتیٰؑ
ناگاہ علیؑ کی چیخ سے تھرا گئی فضا
اسماء تڑپ کے بولیں کہ ہے ہے یہ کیا ہوا

تعمیل ہو وصیتِ بنتِ رسولؐ کی
انجام دیں ہم آخری خدمت بتولؑ کی

حیدرؑ کی جا ہے صبرِ علیؑ بھی تڑپ اٹھا
کیا ایسی بات دیکھ لی کیوں جی تڑپ اٹھا

روکر کہا علیؑ نے کہ ممکن نہیں بیاں
منظر وہ ہے کہ دیکھ کہ دل غم سے ہے تپاں
یہ جسمِ پاک اُس پہ یہ زخموں کی بدھیاں
یہ ظلم بے پناہ کہ اللہ کی اماں

زخموں سے خوں رسا ہے جو بنتِ رسولؐ کا
چپکا ہوا ہے جسم سے کرتا بتولؑ کا

بیٹی اِسے زہراؑ نے بڑے دکھ سے ہے پالا
ہے روح میرے جسم کی یہ گیسوؤں والا
سمجھی اسے آنکھوں کی ضیاء گھر کا اجالا
حجرے سے کبھی گرم ہوا میں نہ نکالا

سوئی ہوں تو پہلے اِسے سینے پہ سُلا کر
چکی بھی جو پیسی ہے تو گودی میں لٹا کر

جب خلق سے وقتِ سفرِ فاطمہؑ آیا
تب زینبؑ و شبیرؑ کو پاس اپنے بلایا
روئی بہت اور دونوں کو سینے سے لگایا
زینبؑ کے دیا ہاتھ میں ہاتھ اور یہ سنایا

اے زینبِؑ بیکس میری دولت سے خبردار
محبوبِ الٰہی کی امانت سے خبردار

اے لاڈلی اِس لال کا دشمن ہے زمانہ
شبیرؑ کو میرے نظرِ بد سے بچانا
تکلیف بھی سہہ لیجیو ایذا بھی اٹھانا
صدقے گئی مادر کی وصیت نہ بھلانا

ہر رنج میں اِس بھائی کے کام آئیو زینبؑ
جائے یہ جدھر ساتھ چلی جائیو زینبؑ

یہ خیر سے جس سال لگے گھٹنیوں چلنے
میں چھوٹے سے تلووں کو لگی آنکھوں سے ملنے
دی طاقتِ رفتار جو خلاقِ ازل نے
یہ نامِ خدا تب لگے اٹھ اٹھ کے سنبھلنے
ہر گام پہ سائے کیطرح ساتھ پھری ہوں
ٹھوکر بھی جو کھائی ہے تو میں ساتھ گری ہوں

یوں سوچ کے پھر بولی کہ اے زینبؑ ناچار
ان باتوں کو میری نہ بھلانا تو خبردار
کہہ یہ تو کہ اولاد اگر تجھے غفار
اور ہو میرا شبیرؑ مصیبت میں گرفتار
احسان کرے کیا تو حسینؑ ابنِ علیؑ پر
وہ بولی میں صدقے کروں بیٹوں کو اخی پر

زہراؑ نے کہا بس یہی میری ہے تمنا
اے بیٹی میں خوش تجھ سے چلی دودھ بھی بخشا
پھر رو کے یہ حیدرؑ سے مخاطب ہوئی زہراؑ
اب آپ سے ہے یہ سخن آخری میرا
میں قبر میں پھاڑوں گی گریبانِ کفن کو
تکلیف نہ ہو میرے حسینؑ اور حسنؑ پر

پھر روئی بہت ملکے گلے بیٹوں سے زہراؑ
فرمایا تمھیں دولھا بنے آہ نہ دیکھا
فضہ سے کہا قبرِ نبیؐ پر انہیں لیجا
روئیں نہ میرے سامنے یہ ان کو تو بہلا
اے فضہ کبھی رنج انہیں ہونے نہ دینا
پیاروں کو میرے مردے پہ بھی رونے نہ دینا

یہ کہہ کے کیا بند درِ حجرہء اطہر
سب خورد وکلاں رونے لگے آ نکے باہر
آواز سنی کلمہء طیب کی مکرر
پھر کچھ نہ صدا آئی کہا سب نے یہ روکر

لو اٹھ گئی دنیا سے نشانی بھی نبیؐ کی
رحلت ہوئی بس آج رسولؐ مدنی کی

کہتے ہیں جس کو شافعِ محشر وہ فاطمہؑ
ہے جو حسنؑ حسینؑ کی مادر وہ فاطمہؑ
بیٹے کہ جس کے آہ کٹا سر وہ فاطمہؑ
بیٹی کی جس کی چھن گئی چادر وہ فاطمہؑ

کیا کیا مصیبتیں سہیں امت کے واسطے
آئیں گی روزِ حشر شفاعت کے واسطے

خورشیدِ آسمانِ ادب کا طلوع ہے

وصفِ جنابِ فاطمہؑ زہرا شروع ہے
طبعِ سلیم وقتِ خضوع و خشوع ہے
اے قلب قلبِ عصمتِ مریم رجوع ہے

اے چشمِ پاک پردہء مژگاں کو ڈال دے
مردم کو جلد اپنے مکاں سے نکالدے

بیٹھے تھے اک روز نبی فاطمہ کے پاس
تھا آفتابِ رُوئے رسولِ خدا اداس
جھک کر کہا بتول سے کیوں میری حق شناس
شبرؑ پیئے گا زہر سہے گا حسینؑ پیاس

جب مرتضٰےؑ کو دیکھئے امت کا زکر ہے
بیٹی تمہیں بھی کچھ میری امت کی فکر ہے

بولے رسولِ پاک بھلا کچھ سنیں تو ہم
گویا ہوئے یہ حضرتِ محبوب ذوالمنن
بولی کہ سنئے بادشہ آسماں حشم
اس پر بھی گر زیادہ ہوئے جرمِ مرد و زن
اعمال ہائے نیک ہوئے وزن میں جو کم
رکھوگی کیا بتاؤ تو پھر میری کم سخن
میں ہونگی پاس آپکے شیعوں کو کیا ہے غم
بولی بتول بازوئے عباسِ صف شکن

سم ہے نصیب میں حسنِؑ خوشخصال کے
یوں بھی گھٹیں گناہ جو نہ اہلِ قصور کے
رکھدونگی جلد لختِ جگر اپنے لال کے
رکھدے گی فاطمہؑ درِ دنداں حضور کے

ارشاد پھر یہ کرنے لگے سیدالبشر
فرمائے پھر یہ بیٹی سے شاہِ فلک جناب
پلے نہ یوں بھی دونو برابر ہوئے اگر
یوں بھی جو کم ہوئے تو وہ بولی با اضطراب
آواز دی کہ رکھونگی زخمی علیؑ کا سر
اکبرؑ کی لاش رکھونگی اے مالک الرقاب
پوچھا جو یوں بھی کم ہوئے بولی کہ کیا خطر
پھر بولے یوں بھی کم ہوئے اس نے دیا جواب

ہرطرح فضلِ حق سے بچائے گی فاطمہؑ
اے بابا جاں مقام ہے یہ شور و شین کا
اصغرؑ کی لاش دوڑ کے رکھدیگی فاطمہؑ
رکھ دے گی بیٹی لاشہ ء بے سر حسینؑ کا

قصہ کنیزِ فاطمہؑ کرتی ہیں یہ بیاں
گھر سے ہوا جنازہ پیمبر کا جب رواں
بیٹھی کی بیٹھی رہ گئیں مخدومہء جہاں
اک ہفتہ رات بھر رہی حجرے میں نیم جاں
دیکھا جو میں نے جھانک کے تو آنکھ بند ہے
آواز آہ آہ کی دل سے بلند ہے

باہر سے مرتضیٰ گئے گھر میں جھکائے سر
منہ ڈھانپے رو رہی تھی اکیلی وہ خوش سیر
دینے لگے پیامِ عرب شاہِ بحروبر
گھبرا کے بولی ہائے کروں کیا میں بے پدر
قابو میں موت ہوئے تو مرجاؤں یا علیؑ
بابا کا سوگ لیکے کدھر جاؤں یا علیؑ

حیدرؑ کا اس بیان سے ٹکڑے ہوا جگر
بیت الحزن بنایا بقیعہ میں جلد تر
لکھا ہے ہاتھ تھام کے بیٹوں کا ہر سحر
واں جا کے رویا کرتی تھی دن بھر وہ نوحہ گر
شاہِ نجف چراغ چلے گھر سے جاتے تھے
سمجھا کے سوگوارِ پیمبر کو لاتے تھے

ناگاہ آیا فاطمہؑ کا وقتِ انتقال
مسجد میں مرتضیٰ گئے محزون و خستہ حال
حجرے میں باپ کے گئی خاتونِ خوش خصال
اسماء سے بولی مظہرِ اسمائے ذوالجلال
کافورِ خلد فاطمہؑ زہرا کے پاس لا
پانی ہمارے غسل کو لا اور لباس لا

حجرے میں غسل کرکے پڑھی آخری نماز   پھر تو ہر اک محلے میں محشر بپا ہوا
سجدے میں سر جھکا کے کہے اپنے دل کے حال   اپنے پرائے دوڑے کہ ہےّ ہےّ یہ کیا ہوا
آواز ارجعی سے کیا حق نے سرفراز   فضہ پکاری سیدہ کا واقعہ ہوا
زہراؑ نے اپنے پاؤں کئے قبلے کو دراز   حجرہ بتولِ پاک کا ماتم سرا ہوا

حوروں نے پھر بہشت میں برپا یہ غل کیا   چھاتی قلق سے دیکھنے والوں کی پھٹ گئی
پیڑو قضا نے شمع پیمبر کا گل کیا   منہ رکھ کے منہ پہ زہراؑ کے زینبؑ لپٹ گئی

لیکر بلائیں کہتی تھی بیٹی نثار ہو   اے میری فاقہ کش میری نادار اماں جاں
اماں میں ہول کھاتی ہوں تم ہوشیار ہو   اے میری بے دوا میری بیمار اماں جاں
بھیا زمیں پہ لوٹتے ہیں ہمکنار ہو   کعبے کی آبرو میری سردار اماں جاں
تم آنکھیں کھولدو تو سبھوں کو قرار ہو   اے میری صابرہ میری ناچار اماں جاں

ہےّ ہےّ یہ چپکے رہنے کی کیا بات ہوگئی   کیا جلد تر زمانہ ہوا انتقال کا
نانا کا فاتحہ نہ ہوا رات ہوگئی   ہےّ ہےّ ابھی تو سِن تھا کُل اٹھارہ سال کا

تھا یاد میں نبی کی جو زہرا کا غیر حال
آنکھوں میں اٹھتے بیٹھتے آنسو تھے دل نڈھال
حیدر شریکِ غم تھے اور اطفال خوردسال
ان کے سوا کسی کو نہ تھا ان کا کچھ خیال

نوحہ پڑھا جو یاد میں بابا کی صبح و شام
لائے علیؑ کے پاس شکایت یہ خاص وعام
روتی ہیں رات دن جو بتولِ فلک مقام
دن بھر کے کام رات کی نیندیں ہوئیں حرام

روتی تھیں سر پٹک کے مزارِ رسول پر
ٹوٹی تھی ایک قیامتِ کبریٰ بتولؑ پر

کتنے ہی اس سے بڑھ کے بھی مغموم ہوتے ہیں
مرتے ہیں سب کے باپ کہیں یوں بھی روتے ہیں

سن کر مدینے والوں کا یہ دل شکن پیام
تھے صابروحلیم مگر رودئے امام
جاکر حرم سرا میں سنائے جو یہ کلام
اک آہ بھر کے رہ گئیں بنتِ شہہِؑ انام

اس گفتگو کے بعد یہ معمول ہوگیا
تا شام گھر میں رہنے لگیں بنتِ مصطفیٰؐ
روئیں یہاں ضرور مگر گھونٹ کر گلا
پڑھ کر عشا بقیع میں آئیں بصد بکا

اتنا کہا حضور کچھ ان کے کبھی نہ تھے
میرے ہی باپ تھے وہ کسی کے نبیؑ نہ تھے

ماتم بھی ساری رات کیا اور بین بھی
سب روئے بیٹیاں بھی حسنؑ بھی حسینؑ بھی

واپس گئیں جو گھر تو ہوئیں صاحبِ فراش　　تڑپا دیا جو دل کو تخیل نے ناگہاں
ابھرے تصورات و خیالاتِ دلخراش　　تب مامتا کے جوش میں اٹھی غریب ماں
رحلت کرونگی میں تو جب اٹھے گی میری لاش　　ذلفیں سنواریں بچیوں کی بدلیں کرتیاں
بچوں کے ننھے ننھے جگر ہوں گے پاش پاش　　جب چادریں اڑھائیں تو آنسو ہوئے رواں

سب بیٹیاں بھی بیٹے بھی آنسو بہائیں گے　　بیٹوں کو روزِ عید کا جوڑا پہنا دیا
بکھرائیں گی وہ بال تو یہ خاک اُڑائینگے　　گویا حسنؑ حسینؑ کو دولہا بنا دیا

رحلت سے فاطمہؑ کی تھا سب گھر میں شوروشین　　ماتم کیا کسی نے تو پیٹا کسی نے سر
تڑپیں زمیں پہ زینبؑ و کلثومؑ کرکے بین　　غش میں پڑا تھا کوئی تو کوئی تھا نوحہ گر
رو رو کے ماں کی لاش سے لپٹے حسنؑ حسینؑ　　ناگاہ بوتراب کو اک خط پڑا نظر
مسجد میں آئے بال بکھیرے شہِؑ حنین　　مضموں پڑھا تو رونے لگے دھاڑیں مار کر

غل مچ گیا کہ ہائے مدینہ اجڑ گیا　　نشتر تھا اہلِ دل کو یہ فقرہ بتولؑ کا
احمدؐ کے اھلبیتؑ میں کہرام پڑ گیا　　یہ آخری سلام ہے بنتِ رسولؐ کا

فرمائشوں سے میں جو گریزاں رہی مدام
اب بھی بیان کرنے سے شرم آئی یا امام
دل کی یہ آرزو ہے کہ اے سرورِ انام
خود غسل دیں کنیز کو مولائے خاص و عام

بی بی کو غسل دے کے جو پہنا دیا کفن
بچوں کو بوتراب پکارے بصد محن
آؤ کہاں ہو زینبؑ و کلثومؑ خستہ تن
پیارے میرے حسینؑ دلارے میرے حسنؑ

بابا کا واسطہ مجھے دلشاد کیجیو
میرے حسینؑ کو کبھی رونے نہ دیجیو

صورت پھر اماں جان کی اک بار دیکھ لو
بنتِ نبیؐ کا آخری دیدار دیکھ لو

یہ سن کے روتے پیٹتے سب آئے نورِ عین
فضہؑ تڑپ گئی وہ کئے بچیوں نے بین
پیٹا حسنؑ نے سر کو مسلسل بہ شور و شین
لپٹے جو نعشِ پاک سے غش کھا گئے حسینؑ

شورِ بکا میں اور یہ محشر ہوا بپا
روتی تھیں کائنات وہ منظر بیاں ہو کیا
باہیں علیؑ نے جھک کے چھڑائیں بصد بکا
آیا جو ہوش رو کے پکارا وہ مہ لقا

مر کر بھی یہ دکھائی کرامت بتولؑ نے
باہیں گلے میں ڈال دی بنتِ رسولؐ نے

اماں حضور چھوڑ کے ہم کو کہاں چلیں
ہم بھی وہیں کو جائیں گے بی بی جہاں چلیں